سلیمان
پی ایچ -ڈی سکالر (اُردو)
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام ﷴ د

راحمد فاروقی بحیثیت محقق

Professor Nisar Ahmad Farooqi is one of those researchers who acquired mastery on historical, cultural, literary and spiritual aspects of Islamic civilization of the subcontinent. Literary and historical fields are included in the research of Prof.Farooqi. He has full command overcreative prose that is why the same taste is found in his research articles. His research is not only for the sake of research but for the sake of life. His style is very simple. He has adopted the most difficult internal aspect in research and the facts are put forth with solid arguments. His research farsightedness is crystal clear form his research on Meer and Ghalib. The editing of the unpublished letters and manuscript "Amroha" of Ghalib is his greatest achievement. As Prof. Farooqi is considered an establishedscholar of mysticism in South Asia, the editing of the manuscripts of Sufis is considered his noble and greatest task. This article explores his person in the capacity of a researcher.

راحمد فاروقی (۱۹۳۴ء-۲۰۰۴ء) اردو ژ. ن وادب کے ا یـ .آ یـ رنویس محقق اور جنوبی ایشیا میں تصوف کے مستند عالم مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے پچاس سے ز+ کتب اور سات سو سے ژ یـ دہ تحقیقی مضامین لکھے ہیں۔ راحمد فاروقی ژ یـ - ا ۔, پ دیش کے ضلع امروہہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا شجرہ © خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر, پ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مشرقی ژ. 3 بھی گھر, پ ہی سیکھیں اور بعد میں جامعہ علی اَ ڑھ سے اُردو وعربی میں ایم اے کیا۔ ۱۹۷۷ء میں "فـنِ تـــاریـخ عـنـدالمسلمین فی العصر", پ دہلی یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹر $ کی سند » کی۔ ا فاروقی صا # دہلی یونیورسٹی سے ۱۹۶۴ء میں بحیثیت . + عربی رـ+ رمنسلک ہوئے اور, ۔ قی کرتے کرتے ۱۹۸۵ء میں شعبہ عربی کے, پ وفیسر اور بعد میں صدرِ شعبہ بن گئے۔ وہ ۲۰۰۲ ء میں مذکورہ 5زمت سے ریٹا ٔ ہوگئے۔ انھیں اپنی ز+ گی ہی میں بہت سارے اعزازات سے نوازا H یـ ۔ ۱۹۸۲ء میں دہلی اُردو اکیڈمی ایوارڈ. ائے تحقیق اور ۱۹۸۳ء میں ہندوستان کے صدر ذیل سنگھ نے انھیں خصوصی سندِ امتیاز سے نوازا۔ وہ ۱۹۸۷ء میں Ýش ادبی ایوارڈ. ائے تحقیق اور بہار اُردو اکیڈمی کا قاضی عبدالودود ایوارڈ. ائے تحقیق حاصل کرچکے ہیں۔

راحمد فاروقی اردو ژ. ن و ادب کے اعلیٰ* پ ئے کے محقق تھے۔ وہ ان تمام اوصاف سے متصف تھے جو ا یـ محقق کے لیے لازمی ہوتے ہیں۔ کیو è ان اوصاف کے بغیر ا یـ محقق اپنی ذمہ دا* یں احسن طر j سے ادا نہیں کرسکتا۔ وہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ انھیں عربی، فارسی، اردو اور انگر, یـ ی ژ. نوں, پ مکمل عبور حاصل تھا۔ ان کی ذات میں توازن اور اعتدال موجود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تحقیقی کام کو اُٹھا کر دیکھ لیں تو اس میں عجلت پسندی Ā نہیں آتی اور جہاں -- ہوسکا ہے انھوں نے تحقیق کے اعلیٰ معیار کو. قرار رکھا ہے۔ بقول سراج ạ :

ڈاکٹر   راحمد فاروقی کی ... میں چو è ادب اور ... ریخ کے شعبے شامل ہیں اور وہ تخلیقی   لکھنے پر قادر ہیں اس اعتبار سے ان کے تحقیقی مضامین میں بھی وہی چاشنی ملتی ہے اور وہی لطفِ بیان Ã ... ہے جس کا تقاضا اعلیٰ ... ین تخلیقی اوصاف کی حامل تحریوں سے کیا جاسکتا ہے۔[۲]

اردو تحقیق ... وین کے حوالے سے جن محققین نے کام کیا اُن کا کام دوطرح کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ ا۔ وہ کتابیں ہیں جو تحقیق ... وین پر منضبط تصور کی جاتی ہیں۔ جیسے ڈاکٹر خلیق انجم کی ''متنی تنقید''، ڈاکٹر تنویر احمد علوی کی ''اصولِ تحقیق و ترتیب متن'' اور ڈاکٹر ...ن چند کی ''تحقیق کا فن'' وغیرہ۔ دوسری قسم کی کتابیں وہ ہیں جو ا۔ ہی مصنف کے مختلف تحقیقی مقالات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ راحمد فاروقی کی کتابیں ''تلاشِ میر'' اور ''تلاشِ غالب'' بھی اسی آ الذکر نوعیت کی کتابیں ہیں۔

''تلاشِ میر''   راحمد فاروقی کی میرؔ کے حوالے سے تحقیقی مضامین پر مشتمل وہ کتاب ہے جو ۱۹۹۴ء میں انجمن ... قی اُردو (ہند) سے چھپ کر سامنے آئی۔ مذکورہ کتاب کے دیباچے میں خلیق انجم لکھتے ہیں:

> میر پر جتنا تحقیقی کام   راحمد فاروقی نے کیا ہے وہ انھیں میر شناسوں میں ممتاز حیثیت دلا... ہے۔ اس لئے کہ میرؔ کے *...رے میں معلومات کے اتنے مصادر نہیں ملتے جتنے مثلاً غا... کے حالات و کمالات پر مل جاتے ہیں۔[۳]

اگر ''تلاشِ میر'' کا بہ نظرِ غا... مطالعہ کیا جائے تو میرؔ کے حوالے سے فاروقی صا # کی تحقیقی بصیرت کا بخوبی ... ازہ ہوجا... ہے۔ محققینِ میرؔ میں یہ مرتبہ صرف   راحمد فاروقی کو حاصل ہے کہ انھوں نے   سے پہلے اس *...ت کا انکشاف کیا کہ ذکرِ میر کا نور'' ...راغ ہدا...'' سے مستعار ہے اور ...ا میرؔ نے خان آرزوؔ کی یہ لغت سامنے رکھ کر عبارت آرائی کی مشق کی ہے۔[۴] فاروقی صا # کی اس تحقیق کے نتیجے میں بعد ازاں بہت سارے محققین نے میرؔ کی فارسی نگاری کے اس پہلو پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ فاروقی صا # نے ''...کرہ معشوق چہل سالہ'' کے حوالے سے یہ تحقیق کی ہے کہ میرؔ نے معشوق چہل سالہ کی پھبتی مؤلف ...کرہ پر کسی ہے اور یہ کسی کتاب کا ...م نہیں ہے بلکہ قائم کا ...کرہ ''مخزنِ نکات'' ہے۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں۔

> میں نے اپنے مضمون میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ میرؔ کی مراد یہ ہے کہ خاکسار نے ا۔ ...کرہ لکھا اور اسے اپنے ''معشوق چہل سالہ'' سے منسوب کر...۔ یعنی میر نے یہ پھبتی اس ...کرے کے مولف پر کسی ہے۔ اس سے حضرت مولا... عرشی نے بھی اتفاق کیا اور ''...کرہ معشوقِ چہل سالہ'' کے *...رے میں ا۔ مختصر نوٹ ''ہماری ...ن'' میں شائع کر... تھا۔ لیکن آج -- یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آ وہ ...کرہ کون سا ہے؟ لیکن بہت غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ...کرہ ''معشوق چہل سالہ'' موجود ہے اور شائع ہوچکا ہے اس ...کرے کے مولف کا ...م محمد قائم اور ...کرے کا عنوان ''مخزنِ نکات'' ہے۔[۵]

راحمد فاروقی نے میرؔ کے ...کرہ ''نکات الشعرا'' اور قائم کے ''مخزنِ نکات'' کا زمانی تعین کرتے ہوئے میرؔ کے ...کرے کو زمانی لحاظ سے قائم کے ...کرے پر مقدم ... تھا 1 بعد میں اس دعوے سے پلٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> نکات الشعرا کو معلوم ...کروں میں تقدم زمانی حاصل ہے۔ لیکن اب میں اس سے رجوع کرچکا ہوں۔ میرا موجودہ خیال یہ ہے کہ قائم چا... پوری کا ''مخزنِ نکات'' بہ اعتبارِ ... لیف ''نکات الشعرا'' سے زماناً مقدم ہے... کم از کم دونوں ا۔ ہی زمانے میں اس طرح مر... ہوئے ہیں کہ ا۔ کو دوسرے پر ...جیح دینا مشکل ہے ... وقت یہ کہ مرجح قوی نہ ہو۔[۶]

میرؔ پر تحقیقی کام کرنے والے بیشتر محققین جیسے ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی ، مولوی عبدالحق ، ڈاکٹر سید عبداللہ وغیرہ اب تک لکھتے آئے ہیں کہ میرؔ نے سرہند میں یقینؔ کے دادا شاہ عبدالاحد عرف شاہ گل وحدتؔ سے 5قات کی تھی۔ راحمد فاروقی نے یقینؔ کا شجرہ © ڈھونڈ کر یہ $ کیا کہ میرؔ کی 5قات وحدتؔ سے نہیں ان کے W ''محمد ß'' سے ہوئی تھی۔ فاروقی نے میرؔ کے دیوانِ فارسی کی تدوین کا کام شروع کیا تھا 1 . # انھیں علم ہوا کہ ڈاکٹر . مسعود رضوی یہ کام کر رہے ہیں تو انھوں نے اپنے مسودات بھی . صا # کی : مت میں پیش کر دیے جس کا نیّر صا # نے اعتراف بھی کیا ہے۔

کلیاتِ میرؔ میں ۲۳۲ اشعار پر مشتمل مثنوی ''شعلۂ شوق'' شامل ہے۔ اس مثنوی کے مآ: کے * رے میں راحمد فاروقی کی تحقیق یہ ہے کہ ''اس مثنوی کا مآ: شوق نیموی کی مثنوی سوز و گداز ہے۔''[۷]

میرؔ پر تحقیقی کام کے حوالے سے راحمد فاروقی کا . سے اہم کارنامہ ''ذکرِ میر'' کی M تدوین اور ترجمہ ہے۔ فاروقی صا # کی اس کاوش کے حوالے سے احمد یم قاسمی لکھتے ہیں :

> پروفیسر راحمد فاروقی صغیر کے مور محقق ہیں۔ انہوں نے ''ذکرِ میر'' کی M تدوین، تصحیح متن اور مختلف نسخوں کے تقابل کے سلسلے میں تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔[۸]

راحمد فاروقی کا ا یک اور تحقیقی کارنامہ ''تلاشِ غالب'' ہے۔ یہ کتاب ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ کوہ نور پریس دلی سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کا پہلا مضمون ''غا . کی آپ بیتی'' ہے جو انھوں نے ۱۹۶۳ء میں Y ش (لاہور) کے آپ بیتی نمبر کے لیے M تھا۔ اس ''آپ بیتی'' کی . سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا مواد فاروقی صا # نے خطوط غا . سے ا: کیا ہے۔ اس کتاب کا دوسرا اہم تحقیقی مضمون ''نوادرِ غا . (ا)'' ہے جس میں غا . کے H رہ غیر مطبوعہ فارسی خطوط اور ا یک اُردو خط پیش کیا H ہے۔ یہ خطوط اور کہیں نہیں ملتے۔ اس کا مآ: قلمی بیاض ہے جو راحمد فاروقی کے ذخیرہ ذاتی میں ہے۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> میں آج مرزا غا . کے ا یک درجن غیر مطبوعہ خطوط ''Y ش'' کے توسط سے غا . پسندوں کی : مت میں پیش کر رہا ہوں ان میں ا یک خط اردو کا بنام تفتہ اور H رہ خطوط فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ جن میں آٹھ نواب مصطفٰے خان شیفتہ وحسرتی کے م ہیں * قی تین خطوط کے مکتوب الیہم نبی بخش حقیر، مرزا ہر گوپال تفتہ اور مولوی فضل اللہ ہیں۔ ان کا مآ: قلمی بیاض ہے جن کے عنوان، جامع کا م سال تالیف یہ سنہ کتا $ کچھ معلوم نہیں۔[۹]

فاروقی صا # نے اپنی تحقیقی بصیرت سے کام لے کر نہ صرف ان خطوط کی تدوین کی بلکہ اس کا زمانہ بھی متعین کیا۔ لکھتے ہیں:

> اس میں ا5 کی بے شمار غلطیاں ہیں۔ اس کے خط کی روش اور ظاہری حلیے سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ ۱۸۵۲ء سے پہلے لکھے گئے ہیں۔ یہ نسخہ ۱/۲ ۷x۱/۲ ۱۱ سا ئز کے ۱۷ سطری مسطر پر لکھا ہوا ہے۔ ہر سطر میں تقریباً ۱۷، ۱۸ الفاظ ہیں۔ متن کی روشنائی سیاہ اور عنوا ت شنگرفی ہے۔[۱۰]

ان خطوط کے علاوہ راحمد فاروقی نے غا . کا ا یک اور نادر خط دریافت کر کے تدوین کے بعد شائع کیا تھا۔ یہ خط سرسید احمد خان کے م لکھا H تھا۔ اس خط میں سرسید کے ''منصف فتح پور'' ہونے کا ذکر موجود ہے۔ فاروقی صا # کے مطابق یہ خط ۱۸۴۲ء کے بعد لکھا H ۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> اس خط میں سرسید کے برادرِ بزرگ سید محمد (مالک سید الاخبار دہلی) کا بھی حوالہ ہے جن کا انتقال ۱۸۴۶ء میں ہوا تھا۔ اس طرح زمانۂ کتا $ ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۶ء کے مابین قرار * ہے۔[۱۱]

غا . کے حوالے سے راحمد فاروقی کا ا- اور تحقیقی کا* مہ غا . کے کچھ غیر مطبوعہ کلام کو منظر عام پر لا* ہے۔ رسالہ ''عیدی'' میں ''اشعار متفرق'' کے زیرعنوان غا . کے قطعات و* عیات Ü ہیں ۔فاروقی صا # کے نزدی- اس رسالے میں دو قطعات غا . کے طبع زاد ہیں 1 لاکھ کوششوں کے* وجود ان کی* رنج تخلیق۔ آمد نہ ہوسکی۔ اگر یہ رسالہ غا . کی زند گی میں چھپا تھا تو پھر اس کے* ر [ثبوت کیوں معلوم نہیں۔

راحمد فاروقی کی تحقیقی بصیرت کا* ازہ اس* ت سے بخوبی لگا یا جاسکتا ہے کہ . # مالک رام کی شہرہ آفاق کتاب ''تلامذۂ غالب '' شائع ہوئی تو انہوں نے ''تلامذۂ غا . پر ا- Ã '' میں مالک رام کی تحقیقی Ķ محات کی* ہی کی۔ مثلاً مالک رام نے ''تلامذۂ غالب '' میں منشی غلام بسم اللہ بسمل میرٹھی کے حال میں لکھا ہے: ''Æ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ نعتوں کا ا- مجموعہ* لۂ بسمل'' کے عنوان سے شائع کیا H تھا۔''[۱۲] جبکہ راحمد فاروقی کے مطابق* لۂ بسمل'' کا ا- نسخہ ان کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے۔ یہ نعتوں کا مجموعہ ہر گز نہیں۔ اس طرح مالک رام نے غا . کے معروف* ین شاگرد مولا* الطاف حسین حالی کے حوالے سے لکھا ہے۔''اردو کے علاوہ فارسی اور عربی میں بھی یکساں دستگاہ تھی اور ان* نوں میں بھی ان کا مختصر دیوان موجود ہے۔''[۱۳]

فاروقی صا # کی تحقیق یہ ہے کہ حالی کا اُردو دیوان تو عام طور پر مل جا* ہے لیکن عربی اور فارسی میں ان کا کوئی دیوان نہیں۔''تلامذۂ غالب '' میں تحقیقی Ķ محات کے حوالے سے فاروقی صا # لکھتے ہیں:

> تلامذۂ غا . میں متعدد اشعار اس طرح Ü ہوتے ہیں جو وزن میں نہیں ہیں۔ ان میں کہیں سہو کا* ہے اور کہیں خود مولف سے Ķ مح ہوا ہے۔[۱۴]

چنانچہ راحمد فاروقی نے اپنی تحقیقی صلا A کو بروئے کار لاتے ہوئے ان تمام اشعار کی تصحیح کی۔ جو بحیثیت ا- اعلیٰ محقق، ان کے مقام ومرتبے کا بین ثبوت ہے۔

راحمد فاروقی صرف ''مخطوطہ شناس'' ہی نہیں بلکہ مخطوطات کے در* فت کنندہ بھی ہیں۔ غا . صدی تقریبات کے موقع پر غا . کی اکثر کتابیں چھپوانے کا اہتمام کیا H تھا کہ اس دوران ۱۵۰ سال -- گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا کلام غا . کا ''نسخہ امروہہ'' فاروقی صا # کے توسط سے سامنے آ* ۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> اب -- در* فت ہونے والی ''غالبیات'' کے سلسلے کی چیزوں میں . سے* دہ اہم اور قابل قدر در* فت یہی نسخہ ہے۔ دیوان غا . کا یہ خطی نسخہ ہے آئندہ نسخہ امروہہ لکھا جائے گا ۔۶۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا سائز ۱/۲ ۵ x ۱/۲ ۷ ہے، ہر صفحے پر اوسطاً تین کالم ہیں اور ہر کالم میں تقریباً نو سطریں ہیں۔ لیکن تمام نسخے میں کالم* سطر کی کوئی* پابندی نہیں ہے، یہ پورا دیوان مرزا غا . کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے اور ایسا* ور کرنے میں قوی شواہد موجود ہیں۔[۱۵]

راحمد فاروقی نے اس نسخے کی* وین و* M میں بہت عرق ریزی سے کام لے کر یہ انمول سرمایہ غا . پر تحقیق کرنے والوں کے لیے فراہم کیا ہے۔

مرزا اسد اللہ خان غا . کے حوالے سے فاروقی صا # کی اہم تحقیقی کاوش غا . کے مہر ساز+ رالدین علی خان کے احوال وکوائف در* فت کر* ہے۔+ رالدین علی خان نے غا . کی چھے مہریں بنا N ۔غا . کی مہروں کے* رے میں . سے پہلے مالک رام نے ''ادبی د*'' لاہور میں ا- مضمون لکھا تھا۔ غا . نے خود بھی اپنے متعدد خطوط میں+ رالدین نے کا ذکر کیا ہے۔ سر

سید احمد خان نے ''*** رالصناد**''طبع ۱۸۴۳ء میں+ رالدین خان کو مہر سازی کے فن میں u نہ روزگار لکھا ہے۔ فاروقی صا # اپنی تحقیقی بصیرت کی بنا پر+ رالدین خان کے* رے میں لکھا ہے:

+ رالدین علی خان شاہی خوشنویس تھے۔ فن خطاطی میں & اور¬ دونوں کے ماہر تھے۔ انھوں نے خوش نویسی اس عہد کے مشہور خطاط سید امیر رضوی معروف بہ میر پنجہ کش سے سیکھی تھی۔ انھیں بہادر شاہ ظفر کے دژ ر سے ''وحید العصر مرu رقم'' خطاب 5 تھا۔ وہ ہندی اور انگریزی ژ نوں سے بھی واقف تھے اور ان ژ نوں میں بھی مہریں تیار کرتے تھے۔ سلطنت مغلیہ کے خاتمے کے بعد حکومت طا 6 نے بھی ان کے خطاب کو جاری رکھا۔ جو بھی وا ۰ ائے ہند میں ** تھا اس کی سرکاری مہر+ رالدین علی خان ہی بناتے تھے۔ انھیں اس کے لئے خلعت اور × Åم گورنمنٹ سے ملتا تھا۔[۱۶]

مرزا اسد اللہ خان غا . # ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے دوران اپنے گھر میں محصور ہو کر رہ گئے تو انھوں نے*م غدر کا روز* مچہ ''دستنبو'' کے* م سے لکھا۔ واضح رہے کہ ۱۸۵۷ء کی شورش ا یسا اہم* ر [واقعہ تھا جس سے متاثر ہو کر بہت سارے انگریزوں اور ہندوستانیوں نے ڈا*یں تحریکیں جو بعد میں شائع ہو N * ہم غا . کی ڈا ی* روز* مچے کی وقعت کے حوالے سے راحمد فاروقی رقم طراز ہیں۔

اس میں دو عیب ہیں۔ ا یسلوب کا دوسرا مواد کی* ر [حیثیت کا۔ اسلوب میں تو انھوں نے یہ کوشش کی کہ اپنی فارسی دانی کا لوہا بھی لگے ہاتھوں منواتے چلیں جس پر انھیں بہت* ز تھا اور* ر [مواد کا عیب یہ ہے کہ انھوں نے اپنی پنشن اور دژ ر کے نمبر بچانے اور بہادر شاہ ظفر کی تخت نشینی کا سکہ کہنے کا داغ مٹانے کیلئے ہندوستانی تلنگو کے مظالم تو بیان کئے 1 یہ نہ ارشاد ہوا، توپ سے کیا پھیلا ہے۔[۱۷]

''ژ ض الافکار'' از وزیر علی عبرتی عظیم* دی فارسی نگاروں کا ا یہم* کرہ ہے۔ اس* کرے کے قلمی نسخے* پید ہیں۔ فاروقی صا # کی تحقیق کے مطابق:

اس* کرے کے بہت کم نسخوں کا علم ہے۔ ا یخطی نسخہ کتب خانہ: ابخش پٹنہ میں محفوظ ہے۔ دوسرا نسخہ محبّ و) م ڈاکٹر مختار الدین کے ذخیرہ کتب میں ہے۔ مو الذکر ۶۹ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا مسطر ۱۲ سطری شکستہ شفیعا امیز روشنائی متن سیاہ اور عنو* ت کی شنگرفی ہے۔ سا ۷ x ۱۱ ہے۔[۱۸]

اردو کے دو عظیم شعراء یعنی میرؔ و غا پر فاروقی صا # کی ا یور تحقیقی کاوش یہ ہے کہ میرؔ کے حوالے سے انھوں نے دہلی کالج اُردو میگزین کا خصوصی شمارہ ۱۹۶۴ء میں شائع کیا جسے آج بھی ''میر*یت'' میں ا یسنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ رسالہ ''نـــقـــوش'' کا جو خصوصی شمارہ میرؔ نمبر شائع ہوا تھا وہ بھی راحمد فاروقی کی تجویز پر مر$ ہو کر سامنے *یا تھا۔ علاوہ ازیں فروری ۱۹۶۰ء میں ''اردوئے معلیٰ'' کا جو خصوصی شمارہ غا . کے حوالے سے شائع ہوا۔ اس کی اشا (کے بعد فاروقی صا # نے ''اردوئے معلیٰ غا . نمبر'' پر سیر حاصل مضمون لکھ کر بہت ساری K محات کی ¶K+ ہی کرلی۔ فاروقی صا # کے مذکورہ مضمون کے صرف ا یمثال سے ہم # ازہ لگا h ہیں کہ تحقیقی عمل میں وہ کس حد* ر یبنی سے کام e ہیں:

قاضی عبدالودود صا # نے ا یجگہ غا . پر اعتراض کیا ہے کہ وہ عربی سے اتنے* بلد تھے کہ ضمیر مذکر و مو$ --

کی تمیز نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ای جگہ اپنی والدہ کو ''مدظلہ العالی'' اور دوسری جگہ ملکہ وکٹوریہ کے لیے ''خلداللہ ملکہ'' لکھا ہے غا . کےتتبع میں اس غا . نمبر نے بھی یہ غلطی کی ہے۔ شذرات کے بعد مدح کے کچھ اشعار دیئے ہیں جن کے عنوان میں ''آ 3 اسما سعیدی'' کو ''متعلم'' لکھا ہے۔[۱۹]

راحمد فارقی کی ای اور تحقیقی کاوش ''تذکرہ مقالات الشعرا'' از قیام الدین حیرت اکبر آبادی کی ترتیب و تدوین ہے۔ مذکورہ تذکرہ ۱۶۹ فارسی گوشعراء کے مختصر تذکرے اور انتخاب کلام پر مشتمل ہے۔ تذکرے کے مؤلف قیام الدین حیرت اکبرآبادی کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں تاہم فاروقی صاحب کی تحقیقی عرق ریزی کے نتیجے میں حیرتؔ کے حوالے سے ابتدائی معلومات کا سراغ ملتا ہے۔ فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

> حیرتؔ کا حال شعرائے فارسی کے تذکروں میں عموماً نہیں ملتا۔ البتہ ''سفینۂ ہندی'' مولفہ بھگوان داس ہندی (نسخہ : ابخش پٹنہ، قلمی۔ ۱۲۲۰ھ۔ ورق ۲۶ ب) پر اس کا مختصر حال اور چار شعر موجود ہیں۔[۲۰]

راحمد فاروقی کے نزدی مؤلف کے تذکرے کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو فارسی و عربی زبان سے خوب واقفیت حاصل ہے۔ اس تذکرے میں اس نے اپنی عمر ۵۰ سال بتائی ہے جس کی بنا پر حیرتؔ کا سنہ ولادت ۱۷۳۰ء قرار پاتا ہے۔ فاروقی صاحب کے تحقیقی بیان کی بنا پر اس تذکرے کے صرف ای خطی نسخے کا ہمیں علم ہے جو ۱۸۱۳ء کا مقطوع ہے[۲۱] اور رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ چنانچہ انھوں نے اسی کو بنیاد بنا کر اس تذکرے کی تدوین کی۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں۔

> یہ نسخہ اگرچہ بہت صاف اور خوشخط نہیں ہے لیکن اسے احتیاط سے پڑھا گیا ہے اور صرف چند اشعار ایسے ہیں جن کی صحت فی الوقت دوسرے ذرائع سے نہیں ہوسکتی۔ ان کے سامنے ''کذا'' لکھ دیا گیا ہے۔ مقالات الشعراء کا دوسرا خطی نسخہ شاہان اودھ کے کتب خانے میں تھا لیکن وہ نسخہ اب ناپید ہوچکا ہے۔[۲۲]

آب حیات، از مولانا محمد حسین آزاد اُردو تذکرہ نگاری کی روایت میں ای اہم ترین تذکرہ شمار ہوتا ہے۔ یہ تذکرہ پہلی بار ۱۸۸۰ء میں وکٹوریہ پریس لاہور سے شائع ہوا۔ ''آب حیات'' کے پہلے ایڈیشن میں مومن خان مومنؔ جیسے اہم شاعر کا ذکر موجود نہیں تھا۔ اس بارے ڈاکٹر راحمد فاروقی لکھتے ہیں:

> تذکرہ تاریخ کی ای اہم تالیف ''آب حیات'' وجود میں آتی ہے تو اسکے پہلے ایڈیشن میں مومن خان کا سرے سے نام ہی نہیں تھا۔ الطاف حسین حالی نے آب حیات کی اشاعت اولی پر تبصرہ کرتے ہوئے اس پر احتجاج کیا تو محمد حسین آزاد نے عذر لنگ پیش کیا کہ میں نے ان کے حالات جاننے کیلئے بہت سے لوگوں سے رابطہ کیا۔ کسی نے میری مدد نہیں کی۔ حالانکہ محمد حسین آزاد شاہ جہان آباد دہلی میں مومن کے گھر سے زیادہ فاصلے پر نہ رہتے تھے۔ آب حیات کی تالیف کے وقت دہلی میں ایسے لوگوں کی خاص تعداد موجود تھی جو ذاتی طور پر مومن کو جا... تھے اور ان کے حالات بتا سکتے تھے۔ دیوان مومن چھپا ہوا موجود تھا۔ . # حالی کو یہ عذر معلوم ہوا تو انھوں نے مومن خان کے سوانح حالات، ان کے فنی محاسن پر ناقدانہ تبصرہ اور انتخاب کلام تیار کر کے محمد حسین آزاد کو بھیجا۔ اب ان کیلئے کوئی بہانہ باقی نہ رہا اور دوسرے ایڈیشن میں مومن بھی بادل ناخواستہ شامل کر لئے گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آب حیات میں مومن کے بارے میں اب جو کچھ ملتا ہے وہ حالی کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔[۲۳]

شیخ غلام ہمدانی مصحفی اُردو* ن کے آ رگو شعراء میں شمار ہوتے ہیں ۔ ان کے دیوان کے قلمی نسخے تعداد میں* پنچ ہیں۔ جو *۔ لترM نسخہ رام پور، نسخہ* é پور، نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیو بند، نسخہ لکھنؤ لائبریری اور نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاہور لائبریری ہے۔* ہم ان* پنچ نسخوں میں اساسی متن کے حوالے سے فاروقی صا # کی رائے یہ ہے:

> اساسی متن رام پور کے نسخے کا ہے جو دیوان اول کے معلوم نسخوں میں قدیم ترین یعنی ۱۷۹۶ء کا لکھا ہوا ہے۔ یہ شاہان اودھ کے کتب خانے میں بھی رہ چکا ہے ۔اس سے خود مصحفی نے شہزادہ سلیمان شکوہ کیلئے لکھوا یا تھا۔[۲۴]

راحمد فاروقی کو صغیر میں تصوف کی روای$ پر عملی وÃی دونوں حوالوں سے کمال حاصل تھا۔ انھیں اس* ت کا احساس تھا کہ اکثر رگوں اور صوفیائے کرام کے حالات و ملفوظات کے نہای$ قیمتی مجموعے ضائع اور* پید ہوگئے ہیں* کتب خانوں کی الماریوں میں بند پڑے ہیں۔ چنانچہ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ صوفیائے کرام کی سیرت وسوانح اور ملفوظات کی تحقیق + وین اس طرح کرلی جائے کہ آئیندہ کے لیے سند رہے۔''×ملفوظات'' راحمد فاروقی کے ان تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے جو گذشتہ کئی سوں میں مختلف اوقات میں لکھے گئے۔ ان مضامین کو پڑھ کر ای طرف فاروقی صا # کی تحقیقی بصیرت کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف رموزِ تصوف پر ان کی گہری نگاہ کا بھی # ازہ ہو* ہے۔

''احسن الاقوال'' جوکہ آٹھویں صدی ہجری کے ادبی ملفوظات کا مستند مجموعہ ہے اور جس کو حضرت خواجہ Âم الدین اولیاء کے حالات کا ای اہم مآ: سمجھا جا* ہے، کے قلمی نسخے* پید ہیں۔* ہم فاروقی صا # اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

> اس کتاب کے قلمی نسخے بہت کم ملتے ہیں راقم الحروف کے علم میں صرف ای نسخہ ہے جو پروفیسر محمد حبیب کے کتب خانے میں تھا۔[۲۵]

خواجہ Âم الدین اولیاء کا اپنے چہیتے مر+ حضرت امیر خسرو سے بہت گہرا تعلق تھا۔''سیر الاولیا* ''فو+ الفواد'' جیسی قدیم کتابوں سے یہ # ازہ نہیں ہو* کہ حضرت امیر خسرو کو اپنے پیر و مرشد سے خلافت بھی حاصل تھی۔* ہم اس حوالے سے راحمد فاروقی کی تحقیق یہ ہے کہ ''لطائفِ اشرفی'' جلد نمبر ا، ص ۳۶۰ میں امیر خسرو کو ''از خلص خلفاء و مخصوص+ ما'' لکھاH ہے ۔[۲۶] جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امیر خسرو کو مرشد کی طرف سے خلافت » ہوچکی تھی۔ چشتی اور سہروردی آ ں کے* رے میں* ر [قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ کر* دشوار ہے کہ کون پہلے ہندوستان کی سرزمین پر وارد ہوا۔* ہم راحمد فاروقی کی تحقیق کے مطابق:

> سہروردی سلسلے کی پہلی خاÕہ ملتان میں حضرت شیخ بہاؤالدین ذکر* (۶۶۱-۶۶۶ھ) نے قائم کی ۔ جبکہ چشتی خاÕہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے ۶۳۴ھ قائم کی اس سے بظاہر مؤ الذکر کو اولیت کا شرف حاصل ہے ۔[۲۷]

۔ فر+ کا جو پنجابی کلام ''اَ نتھ صا # ''میں شامل ہے، وہ مسلمانوں کے قدیم مآ: میں نہیں ملتا بلکہ سینہ بہ سینہ۔* - - پہنچا تھا اور اس کو اَ وارجن دیو نے ''اَ نتھ صا # ''میں شامل کیا تھا۔ اس حوالے سے راحمد فاروقی اپنی تحقیق کیC ید پر لکھتے ہیں:

> یہ حضرت**۔ فر+ کا کلام ہوسکتا ہے اس کی ای شہادت تو یہ ہے کہ اس کا اÕب کسی دوسری شخصیت سے نہیں ملتا۔ دوسری داخلی شہادت یہ ہے کہ اس میں مسلماتِ صوفیہ کے خلاف کچھ نہیں ہے ۔[۲۸]

واضح رہے کہ خطوط کی طرح روز* مچے بھی* یداشت - پر F دستاویزات ہیں ۔ جہاں -- اُردو میں پہلے اور قدیم ترین روز* مچے کا تعلق ہے تو اس* ۔$ راحمد فاروقی کی تحقیق یہ ہے:

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اُردو میں سے قدیم روز نامچہ اینگلو انڈین تھامس ہیدرلے کا ملتا ہے جسے میں نے دریافت کیا تھا اور اپنے تفصیلی تعارف کے ساتھ رسالہ نقوش لاہور میں چھپوایا تھا۔[۲۹]

راحمد فاروقی کی تحقیقی کاوشوں اور سرگرمیوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ انھوں نے تحقیق کو ایک مشغلے کے طور پر نہیں اپنایا بلکہ اسے پوری زندگی حرزِ جاں بنائے رکھا۔ انھوں نے تحقیقی زبان سادہ رکھی اس لیے ان کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ فاروقی صاحب نے تحقیقی میدان میں داخلی شواہد حاصل کرنے کا دشوار گزار راستہ اختیار کیا اور ہمیشہ دلائل کے ساتھ حقائق کو پیش کیا۔

حوالہ جات

۱۔ عملۂ ادارت، انسائیکلو پیڈیا ادبیاتِ عالم، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۹۱۰

۲۔ سراج منیر (دیباچہ) مشمولہ، نقدِ ملفوظات، مصنفہ: راحمد فاروقی، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۵

۳۔ خلیق انجم (دیباچہ) مشمولہ، تلاش میر، مصنفہ: راحمد فاروقی، انجمن ترقی اُردو ہند، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء، ص ۹

۴۔ راحمد فاروقی، تلاشِ میر، انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء، ص ۱۳

۵۔ ایضاً، ص ۱۶۶

۶۔ ایضاً، ص ۱۶۶

۷۔ ایضاً، ص ۱۳۶

۸۔ احمد ندیم قاسمی (دیباچہ) مشمولہ، میر کی آپ بیتی، مصنفہ: راحمد فاروقی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰

۹۔ راحمد فاروقی، میر کی آپ بیتی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۸۴

۱۱۔ راحمد فاروقی، تلاش غالب، کوہ نور پریس، دہلی ۱۹۶۹ء، ص ۱۱۶

۱۲۔ مالک رام، تلامذۂ غالب، مکتوب پبلشرز اُردو بازار، لاہور، سن ندارد، ص ۴۹

۱۳۔ ایضاً، ص ۶۷

۱۴۔ راحمد فاروقی، تلاش غالب، کوہ نور پریس، دہلی، ۱۹۶۹ء، ص ۲۰۱

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۵۸

۱۶۔ راحمد فاروقی، غالب کے مہر ساز: بدرالدین علی خان، مشمولہ ''غالب نامہ'' غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، شمارہ جولائی ۲۰۰۳ء، ص ۴۱-۴۲

۱۷۔ راحمد فاروقی (مرتّب) خواجہ حسن نظامی - شخصیت اور ادبی خدمات، ماہنامہ کتاب نما، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء، ص ۱۱۸

۱۸۔ راحمد فاروقی، تلاشِ غالب، کوہ نور پریس، دہلی، ۱۹۶۹ء، ص ۱۹۶

۱۹۔ ایضاً: ۱۶۶

۲۰۔ راحمد فاروقی، (پیش گفتار) مشمولہ، مقالات الشعراء، مصنفہ: قیام الدین حیرت اکبر آبادی، علمی مجلس، دہلی، سن ندارد، ص ۷

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۱

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۱

۲۳۔ راحمد فاروقی، کچھ مومن کے بارے میں، مشمولہ، غالب نامہ، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء، ص ۲۱۱

۲۴۔ غلام ہمدانی مصحفی، کلیات مصحفی، مرتّبہ: راحمد فاروقی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۰۳ء، ص ۹

۲۵۔ راحمد فاروقی، نقد ملفوظات، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۹۳

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۴۷

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۰۱

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۰۳

۲۹۔ راحمد فاروقی، (مرتّب) خواجہ حسن نظامی - شخصیت اور ادبی خدمات، ماہنامہ کتاب نما، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء، ص ۱۱۹